# نظرات

موجودہ دور کی سیاست کس قدر گندی ہو چکی ہے اس کا اندازہ لگانے کے لئے روزانہ اخبارات میں قائدین کے ہم عصر قائدین کے خلاف الزامات اور پھر جوابی الزامات پر مشتمل بیانات کا مطالعہ ہی حیرت انگیز طور پر کافی ہوگا ـــــ اور اس میں ہندوستان ہی نہیں پاکستان بنگلادیش ملک تو پہلے ہی سے ہیں لیکن یورپی ممالک یعنی مغربی تہذیب و تمدن پر فخر و انبساط کرنے والے ممالک بھی شامل ہو چکے ہیں۔ ایسے میں لوگوں کو اب یہ توقع ہی نہیں رکھنی چاہیئے کہ قائدین بہترین کردار و عمل کی کوئی مثال قائم کریں گے ـــــ خود غرضی اور مفاد پرستی کا یہ عالم ہو چکا ہے کہ اونچی کرسیوں پر براجمان رہبران ملک جب اپنی ان کرسیوں سے محروم ہو جاتے ہیں یا کر دیئے جاتے ہیں تو وہ اپنے عمل و کردار کا ایسا نمونہ پیش کرتے ہیں جو بازاری قسم کے گھٹیا کہے جانے والوں کے کردار و عمل میں بھی دیکھنے کو نہیں ملتا ہے۔ جو گفتگو آج سے ۱۰۔۲۰ سال پہلے پان کھاتے ہوئے پان کی دوکان پر یا چائے پیتے ہوئے چائے اسٹالوں پر سننے کو ملتی تھی آج وہ گفتگو ہمیں "بڑے لوگوں" کے درمیان آپس میں سننے کو بآسانی مل جاتی ہے۔ کبھی اخباروں کے صفحات میں اور کبھی بڑے بڑے جلسوں، اجلاسوں میں، یا پھر کبھی کبھی چٹ پٹی اور دلچسپ کہانیوں کے ذریعہ رسالوں کتابوں میں بھی ـــــ پہلے کسی زمانے میں "برا کردار" غربت و افلاس و تنگدستی یا خراب سوسائٹی بری صحبت و ماحول کی دین سمجھا جاتا تھا۔ آج یہ کس کی دین سمجھا جائے، عقل حیران ہے دماغ سن ہے اور دل لرزہ براندام ہے۔ کہیں تو کیا کہیں اور کس سے کہیں حمام میں اب تو سب ہی ننگے ہو چکے دکھائی دیتے ہیں۔

---

سابق مرکزی وزیر جناب کلپ ناتھ رائے جو ابھی حال تک جناب پی وی نرسمہا راؤ کی کابینہ میں ریاستی وزیر تھے اور جناب ارجن سنگھ جی جو وزیر اعظم کے بعد کے درجہ کے وزیر تھے۔ وزارت سے الگ ہوتے ہی جس طرح کے بیان اخبارات میں ان کے پڑھنے کو مل رہے ہیں اس سے یہ اندازہ لگایا جاتا اب کوئی مشکل کام نہیں رہا ہے کہ موجودہ سیاست کا معیار کتنا روبہ زوال ہے۔ اور "قائدین" کا کردار و عمل کیسا بودا لچر اور

افسوسناک ہو چکا ہے۔

پہلے جناب کلپ ناتھ رائے جی کے بیان کو ملاحظہ فرمائیں۔ اب جب تک وزیراعظم کی کابینہ میں وزیر تھے اس وقت ان کے خیال شریف میں وزیراعظم جناب نرسمہا راؤ ہندوستان کے مسیحا اور نہ معلوم کیا کیا تھے لیکن جیسے ہی آپ کابینہ سے مستعفی ہوئے آپ کے اسی خیال شریف میں جو وزیراعظم بہترین اور قابل ترین تھے وہ ایکدم دھوکے باز ہو گئے۔ یہ سیاست کی بازیگری کا کس قدر "شاندار" نمونہ دیکھنے کو ملا اور اس سے بھی زیادہ تواب سنیئے۔ فرماتے ہیں جناب کلپ ناتھ رائے "مجھے یہ کہا گیا تھا کہ آپ رسمی طور پر استعفیٰ دیدیں اسے منظور نہیں کیا جائے گا لیکن اسے منظور کر کے شری راؤ نے دھوکہ کیا ہے جناب کلپ ناتھ رائے کا وزارت سے علیحدگی کے بعد غصہ و ناراضگی دیکھ کر آپ کسی ان پڑھ غربت و افلاس کے مارے ہوئے انسان کا غصہ خدا واسطے یاد نہ کریں، بس جناب کلپ ناتھ رائے جو کل تک اونچی کرسی پر براجمان تھے، ہی کو دیکھنے دیجئے آپ فرماتے ہیں "میں وزیراعظم اور ان کے خاندان والوں کی ساری پول کھول دوں گا" لاحول ولا قوۃ، پھر یاد آگئیں عورتوں کی وہ لڑائیاں جو کبھی پانی بھرتے ہوئے نلوں یا کنوؤں پر آپس میں ہوتی دیکھنے کو ملتی تھیں یا پھر ان دو عورتوں کے بیچ میں جن کا مرد خاوند کسی دوسری عورت نے چھین لیا ہو ـــ آج سے پچاس سال پہلے کی بات چھوڑیئے صرف دس سال پہلے بھی کوئی اس گھٹیا طریقۂ کار کا تصور بھی کر سکتا تھا ـــ ؟

اب محترم ارجن سنگھ جی کے بیانات کی طرف نظر دوڑائیے اور دیکھئے جو کل تک ہندوستان میں وزیراعظم کے بعد کا درجہ رکھتے تھے انسانی وسائل وسائل کے وزیر تھے اس سے پہلے مدھیہ پردیش کے وزیر اعلیٰ اور پنجاب کے گورنر اور آنجہانی راجیو گاندھی کی کابینہ میں بھی وزیر رہ چکے تھے وزیراعظم کی کابینہ سے مستعفی ہوتے ہی راجیو گاندھی قتل سے متعلق، حکومت کی اقتصادی پالیسی وغیرہ پر نکتہ چینی تو کرتے ہی ہیں ساتھ میں دو سال کے بعد وہ وزارت سے علیحدگی پر ملک کے ایک نازک مسئلہ بابری مسجد کے سلسلے میں سنسنی خیز انکشاف کرتے ہیں ۲ دسمبر ۱۹۹۲ء کو لکھنؤ سے دہلی لوٹنے پر میں نے اس وقت کے داخلہ سکریٹری کو بتا دیا تھا کہ دو دنوں بعد ایودھیا میں بابری مسجد کا ڈھانچہ منہدم کیا جانے والا ہے خیال رہے کہ ۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کو ۴۶۵ سالہ بابری مسجد کو گرا دیا گیا تھا" ـــ مذکورہ بالا سلسلے میں جناب محترم ارجن سنگھ کی دیگر تفصیلی باتوں پر توجہ نہ دیتے ہوئے صرف اس زبردست دھاکہ خیز انکشاف کو ہی ہم اپنی نظروں کے سامنے رکھتے ہوئے ان سے معلوم کرنا چاہیں گے کہ دو روز پہلے آپ کو اتنے بڑے واقعہ کا جس سے ملک

کی سالمیت ملک کی بقا ر ملک کا سیکولر کردار جڑا ہوا ہو، اس کے بارے میں صرف داخلہ سکریٹری ہی کو آپ آگاہ کر کے خاموش کیسے بیٹھے رہے یہ تو اتنا اہم واقعہ تھا کہ انھیں دو روز تو بہت بڑی بات ہے اگر ایک گھنٹہ پہلے اس کے سلسلے میں معلوم ہو جاتا تو انھیں چین سے نہ بیٹھ کر آناً فاناً کوئی کارروائی کرنی چاہیئے تھی چاہے انھیں وزارت ہی سے کیوں نہ مستعفی ہونا پڑتا جس سے یہ ملک دشمن واقعہ ظہور میں ہی نہ آتا ــــ خدانخواستہ کل کلاں کوئی دشمن ملک ہمارے ملک پر اچانک حملہ آور ہو جاتا ہے ملک کے کسی بھی ایک فرد کو اس کی اگر پہلے ہی سے جانکاری ہے اور وہ اسکو چپ چپاتے کسی ایک آدھ ذمہ دار سے کہہ دیتا ہے اور پھر وہ دیکھے کہ اس کی کہی بات پر کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی اس کے باوجود بھی جانکاری حاصل کیا ہوا شخص خاموش ہو کر بیٹھا رہے اور کوئی کارروائی نہ کرے۔ جبکہ وہ شخص خود ایک ذمہ دارانہ عہدہ پر فائز ہو، حملہ آور دشمن ملک کی کارروائی سے اس کی ذمہ داری کو کیسے بری الذمہ قرار دیا جا سکتا ہے یہ لمحۂ فکریہ ہے کہ محترم ارجن سنگھ بابری مسجد جیسے حساس معاملہ پر ڈھائی سال بعد جو انکشاف کرنے چلے ہیں کاش! اگر وہ انکشاف داخلہ سکریٹری کو ۳ دسمبر ۱۹۹۲ء کو بتا دینے کے بعد ۵ دسمبر ۱۹۹۲ء تک بابری مسجد کو بچانے کی کارروائی کا فقدان دیکھ کر اسی روز فوراً ہی وزارت سے مستعفی ہو کر جمہوری طریقے ذرائع ابلاغ کے ذریعہ عوامی طور پر انکشاف کرتے ان کے انکشاف سے اس وقت ہندوستانی سیاست میں زبردست طوفان مچ جاتا وزیراعظم بھی چوکنے ہو جاتے، پولیس اور فوج بھی یقیناً چوکنّی رہتی ملک کی تمام سیکولر جماعتیں بابری مسجد کو بچانے کی غرض سے سیسہ پلائی دیوار کی طرح ایک و مضبوط ہو کر اس ملک دشمن فرقہ پرستی کا ڈٹ کر مقابلہ ضرور کرتیں ــــ یقیناً بابری مسجد بچ جاتی۔ اس لحاظ سے ہمیں یہ بات کہنے دیجئے کہ اگر شو ہندو پریشد اس افسوس ناک واقعہ کے لئے براہ راست ذمہ دار ہے تو جناب محترم ارجن سنگھ بھی بالواسطہ طور پر بابری مسجد کے انہدام کے لئے اپنی ذمہ داری کو جھٹلا نہیں سکتے ہیں۔

وزیراعظم پی وی نرسمہا راؤ کی قابل رحم حالت پر ہر شخص کو ترس آ رہا ہوگا کہ وہ اپنی سادگی سے بھرپور بھروسہ کیسے کیسے لوگوں پر کرتے رہے ہیں کہ انہیں ذمہ دار عہدوں پر بٹھائے رکھا۔ آستین میں سانپ پالتے رہے اور وہ ہر طرح بغلی گھونسے سے بے خبر رہے ــــ

موجودہ حالات میں جس طرح کی جھوٹی یا من گھڑت باتیں عوام الناس اپنے یقین و اعتماد میں بٹھائے ہوئے ہیں اس کی موجودگی میں ہمارے اس خیال سے شاید کوئی ایسا فرد ہوگا جو ہم سے اتفاق کرے لیکن

اگر سچائی حقیقت اور صحیح النظری کا ذرا بھی اس پُر فتن دَور میں پاس و لحاظ ہے تو ہماری اس بات کو کسی کو کسی بھی قسم کی بدگمانی سے نہ دیکھیں اور نہ پڑھیں کہ موجودہ سیاست کے ماحول میں ہندوستان کے وزیر اعظم جناب پی وی نرسمہا راؤ نے جو مناسب وسنجیدگی، شائستگی اخلاق و شرافت اور دانشمندی کا اپنے کردار و عمل سے مظاہرہ کیا ہے۔ وہ یقیناً قابلِ تعریف و ستائش اور اعلیٰ ترین بہترین مثال ہے ۔ ملک کے جن اعلیٰ و ذمہ دار عہدہ پر وہ فائز ہیں۔ اس کے پیشِ نظر ان سے ایسے کردار و عمل کی توقع تھی جس میں وہ کامیاب رہے ہے۔ اور اس طرح ہمارے ملک ہندوستان کے لئے وزارت عظمیٰ کی کرسی پر کوئی کلنک و دھبہ نہیں لگا اور نہ اس کی عظمت پر کوئی آنچ آئی۔ غیر ممالک میں حقیقت میں اس سے ہمارے ملک کے وقار میں اضافہ ہی ہوگا۔ یہ ہمارے لئے اطمینان و مسرت کی بات ہے۔

---

ہندوستان کی موجودہ سیاست پر مذکورہ بالا نظریہ سے اظہار خیال کرنیکے بعد دوسرے نظریے سے بھی ہم کچھ کہنا چاہیں گے کہ یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ اگر کانگریس حزب اختلاف پر کوئی چوٹ کرنا چاہتی ہے یا انتخاب میں ووٹ کے لئے دوڑ دھوپ کرتی ہے تو اس کی ایک بیساکھی مسلمان ہی کا کوئی مسئلہ ہوتا ہے۔ جب کانگریس میں آپسی اختلاف ہوتے ہیں تو ان کی بیساکھیاں بھی مسلمانوں ہی کے مسائل ہوتے ہیں حزب اختلاف کی سیکولر پارٹیاں مسلمانوں ہی کے ساتھ دیگر پسماندہ طبقوں کے مسائل کی بھی بیساکھیاں رکھتی ہیں اور جب غیر مسلموں کے ووٹوں کے لئے سیکولر مخالف جماعتیں انتخابات کے دنگل میں اُترتی ہیں تو مسلمانوں کی منہ بھرائی کا رونا رو کر کانگریس اور سیکولر جماعتوں پر چوٹ کرنے سے وہ پیچھے نہیں ہوتیں۔ یعنی مسلمان چکّی کے دو پاٹوں میں پسنے کے لئے ہی رہ گیا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ کوئی مسلمانوں کی ہمدردی میں ٹسوے بہانے کے آرٹ و کلا میں ماہر ہے اور کوئی مسلمانوں کو ہر معاملہ میں موردِ الزام ٹھہرانے میں ماہر و اکسپرٹ ہے۔ دونوں ہی گُر متاثر کُن اور پُرکشش ہیں جنہیں ہماری سیاسی جماعتیں اپنے اپنے حساب سے عوام الناس کو کھینچنے کے لئے استعمال کرنے میں کوئی عار نہیں سمجھتی ہیں ــــ ہندوستانی مسلمانوں کے لئے یہ بات لمحہ فکریہ ہے کہ وہ کب تک اس مشقِ ستم میں اپنے کو گھلاتے رہیں گے۔

> لوگ مذہب کے لئے لڑیں گے، جھگڑیں گے، مذہب کی حمایت میں لکھیں گے اور اس کی خاطر مر بھی جائیں گے، لیکن اس کے مطابق زندگی بسر نہیں کریں گے ــــــــ (کولٹن)